



سوال

(160) رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت: اخبار الفقہاء والمحدثین؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعض لوگ رفع یدین کے خلاف ایک کتاب "اخبار الفقہاء والمحدثین" کا حوالہ پیش کر رہے ہیں مثلاً غلام مصطفیٰ نوری بریلوی لکھتے ہیں:

آئیے ہم آپ کی خدمت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں صریحاً یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ پہلے رکوع والا رفع یدین کرتے تھے پھر آپ ﷺ نے رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا کی رفع یدین آپ ﷺ کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا یہ حدیث صحیح مرفوع ہے۔

آپ بھی ملاحظہ فرمائیں: امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن حارث النخعی القیری وانی متوفی سنہ 361 ہجری اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین کے صفحہ 214 پر سند صحیح سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيد الله بن يحيى: حدثني عثمان بن سواد بن عباد عن حفص بن يسرة عن زيد بن اسلم عن عبد الله بن عمر قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة نرفع یدینا فی بدء الصلوة و فی داخل الصلوة عند الركوع فلما باجر النبي صلى الله عليه وسلم الى المدينة ترك رفع یدین فی داخل الصلوة عند الركوع وثبت علی رفع یدین فی بدء الصلوة۔۔۔ توفی (اخبار الفقہاء والمحدثین ص 316)

ترجمہ: جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور ﷺ نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتداء کی رفع یدین پر آپ ﷺ ثابت رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

ناظرین گرامی قدر: یہ حدیث پاک رفع یدین عند الركوع کے نسخ میں کتنی واضح ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی مرضی ہے "ترک رفع یدین ص 695-691 طبع اول جون 2004 مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)

عرض ہے کہ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ تحقیق سے جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً (حافظ عبد الوحید سلفی - 2 مارچ 2005ء)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!



جناب غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کی پیش کردہ یہ روایت کسی لحاظ سے موضوع اور باطل ہے۔

دلیل نمبر 1: "انبار الفقہاء والمحدثین" نامی کتاب کے شروع (ص 5) میں اس کتاب کی کوئی سند مذکور نہیں ہے اور آخر میں لکھا ہوا ہے: "تم الكتاب والحمد لله حق حمده و صلی اللہ علی محمد وآلہ وکان ذلک فی شعبان من عام ۴۸۳ھ" کتاب مکمل ہو گئی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود ہو۔ اور یہ (تکمیل) شعبان 483ھ میں ہوئی ہے (ص 293)

انبار الفقہاء کے مذکور مصنف محمد بن حارث القیروانی (متوفی 361ھ) کی وفات کے ایک سو بائیس (122) سال بعد اس کتاب انبار الفقہاء کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون ہے؟ یہ معلوم نہیں! لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیروانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔

دلیل نمبر 2: اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن مدرک مراد لینا غلط ہے، اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیروانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "عثمان بن محمد بن خشیش القیروانی عن بن غانم قاضی افریقہ اظنہ کذاباً" عثمان بن محمد بن خشیش القیروانی، ابن غانم قاضی افریقہ سے روایت کرتا ہے، میر انجیل ہے۔ یہ کذاب تھا۔ (المغنی فی الضعفاء ج 2 ص 4059)

عثمان بن محمد: کذاب قیروانی ہے اور محمد بن حارث بھی قیروانی ہے لہذا ظاہر یہی ہوتا ہے کہ عثمان بن محمد سے یہاں بن محمد سے یہاں مراد یہی کذاب ہے۔

یاد رہے عثمان بن محمد احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ محمد بن الحارث القیروانی کی طرف منسوب کتاب لکھا ہوا ہے: قال خالد بن سعید: عثمان بن محمد من عنی بطلب العلم ودرس المسائل وعقد الوثائق مع فضله وکان مفتی اہل موضوۃ توفی ۳۲۔"

خالد بن سعید نے کہا: عثمان بن محمد طلب علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے، اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ دستاویزات لکھیں۔ وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا، 320 کو فوت ہوا۔ (انبار الفقہاء والمحدثین ص 216)

اس عبارت میں تو ثبوت کا نام و نشان نہیں ہے۔

غلام مصطفیٰ نوری بریلوی نے اس عبارت کا ترجمہ ذیل لکھا ہے:

"جناب خالد بن سعید نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحب فضیلت ہیں۔ اور اپنے موضع کے مفتی تھے، (ترک رفع یدین ص 493)!!"

دلیل نمبر 3: عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات "انبار الفقہاء والمحدثین" کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے۔ انبار الفقہاء میں لکھا ہوا ہے:

قال عثمان بن محمد قال عبد اللہ بن یحییٰ: کان عثمان بن سوادہ ثقہ مقبولاً عند القضاة والحکام "

چونکہ عثمان بن محمد مجروح یا مجہول ہے لہذا عبد اللہ بن یحییٰ سے یہ تو ثبوت ثابت نہیں ہے۔

نتیجہ: عثمان بن سوادہ مجروح یا مجہول ہے لہذا عبد اللہ بن یحییٰ سے یہ تو ثبوت ثابت نہیں ہے،

دلیل نمبر 4: عثمان بن سوادہ کی حفص بن یسرہ سے ملاقات اور معاصرت ثابت نہیں ہے۔ حفص کی وفات 181ھ ہے۔



دلیل نمبر 5: محمد بن حارث کی کتابوں میں "انبار القضاة المحدثین" کا نام تو ملتا ہے مگر "انبار الفقہاء والمحدثین" کا نام نہیں ملتا، دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (261/3) الانساب للمساعنی (2/372)

ہمارے اس دور کے معاصرین میں سے عمر رضا کحالی نے "انبار الفقہاء والمحدثین" کا ذکر کیا ہے۔ (معجم المؤلفین 3/204)

اسی طرح معاصر خیر الدین الزرکلی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے (الاعلام 6/75)

جدید دور کے یہ حوالے اس کی قطعی دلیل نہیں ہیں کہ یہ کتاب محمد بن حارث کی ہی ہے۔ قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا

دلیل نمبر 6: مخالفین رفع یدین جس روایت سے دلیل پکڑ رہے ہیں اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے: "وکان یحدث رواہ مسندانی رفع یدین وہومن غرائب الحدیث واراہ من شواذہا"

اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔ (انبار الفقہاء والمحدثین ص 214)

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

غلام مصطفیٰ نوری صاحب نے "کمال دیانت" سے کام لیتے ہوئے "من شواذہا" کی جرح کو چھپایا ہے۔

ان دلائل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ اب متن کا جائزہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر 7: اس روایت کے متن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح و مستند احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح کرتے تھے۔ (صحیح مسلم 1/167 ح 391 و صحیح بخاری 1/102 ح 737)

مالک بن حویرث اللیثی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں (غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔) دیکھئے فتح الباری ج 2 ص 173 ح 104)

یعنی حنفی لکھتے ہیں: **وائل بن حجر اسلم فی المدینۃ فی سترۃ تسع من الحجۃ**

اور وائل بن حجر مدینہ میں نو (9) ہجری کو مسلمان ہوئے تھے۔ (عمدة القاری ج 5 ص 274)

9ھ میں جو فود نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔ حافظ ابن کثیر الدمشقی نے ان میں وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص 715)

اس کے بعد (لگے سال 10ھ) آپ دوبارہ آئے تھے اس سال بھی آپ نے رفع یدین کا ہی مشاہدہ فرمایا تھا۔ (سنن ابی داؤد: 727، صحیح ابن حبان - الاحسان 3/129 ح 1857)



معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں رفع یدین نہیں پھوڑا بلکہ آپ ﷺ مدینہ میں بھی رکوع سے پہلے اور بعد والارفع یدین کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخبار الفقہاء والی روایت موضوع ہے۔

دلیل نمبر 8: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرتے تھے (صحیح ابن خزیمہ 1/344 ح 694-695) (سند حسن)

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے آپ ﷺ کے آخری چار سالوں میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والارفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری، تحقیقی: 22)

اس روایت مذکورہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام ابو حنیفہ کے استاد عطاء بن ابی رباح بھی رکوع سے پہلے اور بعد والارفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: 62) (سند حسن)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں رکوع والارفع یدین متروک یا مسوخ نہیں ہوا تھا لہذا "اخبار الفقہاء" والی روایت جھوٹی روایت ہے،

دلیل نمبر 9: مشہور تابعی نافعؓ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت (چاروں مقامات پر) رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح بخاری 2/102 ح 739)

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یدین مسوخ ہو جائے اور پھر بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ رفع یدین کرتے رہیں۔ آپ ﷺ تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں سب سے آگے تھے۔

دلیل نمبر 10: نافع فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: 15) (سند صحیح)

علامہ نووی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: باسنادہ الصحیح عن نافع "نافع تک اس کی سند صحیح ہے۔ (المجموع شرح المہذب ج 3 ص 405)

یہ کس طرح ممکن ہے کہ رفع یدین بروایت ابن عمر مسوخ ہو جائے پھر اس کی "فسوخیت" کے بعد بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس نامعلوم و مجہول جاہل کو ماریں جو رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ امام بخاری فرماتے ہیں: کسی ایک صحابی سے رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے، (دیکھئے جزء رفع الیدین 76، 40) (المجموع للنووی 3/405)

معلوم ہوا کہ رفع یدین نہ کرنے والا آدمی، صحابہ کرام میں سے نہیں تھا بلکہ کوئی مجہول و نامعلوم شخص ہے،

خلاصۃ التتبعین: ان دلائل سابقہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ "اخبار الفقہاء والمحدثین" والی روایت موضوع اور باطل ہے لہذا غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کا اسے "حدیث صحیح" کہنا جھوٹ اور مردود ہے۔ و ما علینا الا البلاغ (21/ محرم 1426ھ) (الحمدیٹ)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب



فتاویٰ علمیہ

جلد 1 - کتاب الصلاة - صفحہ 356

محدث فتویٰ